قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 08 جون 2021ء | 26 شوال 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:135

ارشادِ باری تعالیٰ

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۸﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۹﴾ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۲۰﴾ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۱﴾

(الغاشیہ: 18۔ 21)

ترجمہ:۔ وہ اُونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے؟ اور آسمان کی طرف کہ اُسے کیسے رِفعت دی گئی؟ اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے مضبوطی سے گاڑے گئے؟ اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے ہموار کی گئی؟

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ”مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے میرے (مقرر کردہ) امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے (مقرر کردہ) امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

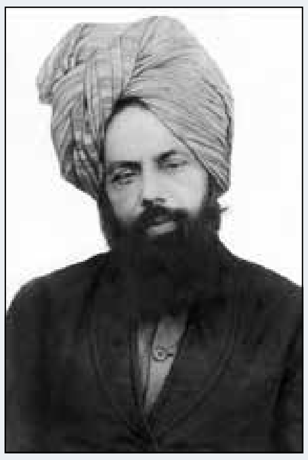

”قرآن شریف میں جو یہ آیت آئی ہے اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (الغاشیہ: 18)۔ یہ آیت نبوّت اور امامت کے مسئلہ کو حل کرنے کے واسطے بڑی معاون ہے۔ اونٹ کے عربی زبان میں ہزار کے قریب نام ہیں اور پھر ان ناموں میں سے اِبل کے لفظ کو جو لیا گیا ہے اس میں کیا سرّ ہے؟ کیوں اِلَى الْجَمَل بھی تو ہو سکتا تھا؟“

اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جَمَل ایک اونٹ کو کہتے ہیں اور اِبِل اسم جمع ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کو چونکہ تمدّنی اور اجمالی حالت کا دکھانا مقصود تھا اور جَمَل میں جو ایک اونٹ پر بولا جاتا ہے یہ فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا اسی لئے اِبِل کے لفظ کو پسند فرمایا۔ اونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوّت ہے۔ دیکھو اونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اس اونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیشرَو کے ہوتا ہے وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔ جیسے گھوڑے وغیرہ میں۔ گویا اونٹ کی سرشت میں اِتّباع امام کا مسئلہ ایک مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ کہہ کر اس مجموعی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے جبکہ اونٹ ایک قطار میں جا رہے ہوں۔ اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدّنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔

پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔ پھر اونٹ زیادہ بارکش اور زیادہ چلنے والا ہے۔ اس سے صبر و برداشت کا سبق ملتا ہے۔ پھر اونٹ کا خاصہ ہے کہ وہ لمبے سفروں میں کئی کئی دنوں کا پانی جمع رکھتا ہے۔ غافل نہیں ہوتا۔ پس مومن کو بھی ہر وقت اپنے سفر کے لئے تیار اور محتاط رہنا چاہئے اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔

اُنْظُر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھنا بچوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اس سے اتّباع کا سبق ملتا ہے کہ جس طرح پر اونٹ میں تمدّنی اور اتّحادی حالت کو دکھایا گیا ہے اور ان میں اتّباع امام کی قوت ہے۔ اسی طرح پر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتّباع امام کو اپنا شعار بناوے۔ کیونکہ اونٹ جو اس کے خادم ہیں ان میں بھی یہ مادہ موجود ہے۔ كَيْفَ خُلِقَتْ میں ان فوائد جامع کی طرف اشارہ ہے جو اِبِل کی مجموعی حالت سے پہنچتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 393-394 ایڈیشن 1988)

فرمان خلیفہ وقت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت امیر کے بارے میں اور بھی بہت سے ارشادات ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اطاعت اور فرمانبرداری کے حکم دیئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ یہی ایک راز ہے جو جماعتی ترقی کے لئے جاننا ضروری ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جاننا ضروری ہے جو جماعت سے منسلک ہے۔ پس اس بات کو سمجھنے کی افراد جماعت کو بہت زیادہ ضرورت ہے۔ خاص طور پر آجکل کے دور میں جبکہ آزادی کے نام پر ان غلط خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ کیوں ہم پابندیاں کریں؟ کیوں ہمارے پر پابندیاں عائد ہوتی ہیں؟ کیوں ہمیں بعض معاملات میں آزادی نہیں؟ ایک احمدی مسلمان کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام نے ہر جائز آزادی اپنے ماننے والوں کو دی ہے۔ اور جتنی آزادیاں اسلام میں ہیں شاید ہی کسی دوسرے مذہب میں ہوں بلکہ اس کے مقابلے میں نہیں ہیں۔ لیکن بعض حدود جو قائم کی ہیں وہ انسان کے اپنے اخلاق کی درستی کے لئے، روحانی ترقی کے لئے اور جماعتی یکجہتی کے لئے اور جماعتی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہیں اور ان کے اندر رہنا ضروری ہے۔

یہاں میں عہدیداروں کو بھی کہوں گا کہ اگر جماعتی ترقی میں ممد و معاون بننا ہے اور عہدے صرف بڑائی کی خاطر نہیں لئے گئے۔ اپنے اظہار کی خاطر نہیں لئے گئے۔ اپنی انا کی تسکین کی خاطر نہیں لئے گئے تو اطاعت کے مضمون کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہر سطح کے عہدیداروں کو ہے۔ اگر عہدیدار اس مضمون کو سمجھ جائیں تو افراد جماعت خود بخود اس کی طرف توجہ کریں گے۔ اور ہر سطح پر اطاعت کے نمونے ہمیں نظر آئیں گے۔ ہمیں اونٹوں کی قطار کی پیروی کرتے ہوئے سب نظر آئیں گے۔ ایک رخ پر چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ امام کے قدم سے قدم ملاتے ہوئے چلتے ہوئے نظر آئیں گے۔ پس امیر بھی، صدر بھی اور دوسرے عہدیدار بھی پہلے اپنے جائزے لیں کہ کیا ان کی اطاعت کے معیار ایسے ہیں کہ ہر حکم جو خلیفہ وقت کی طرف سے آتا ہے اس کی بلا چون و چرا تعمیل کرتے ہیں یا اس میں تاویلیں نکالنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ اگر تاویلیں نکالتے ہیں تو یہ اطاعت

بقیہ صفحہ 6 پر

اس شمارہ میں

- چھوڑ کر چل دئے میدان کو دو ماتوں سے (منظوم)
- بزرگان سلسلہ کی انمول یادیں
- احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا۔۔۔
- شوبل Shoebill

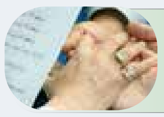

دربارِ خلافت

بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض روایات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو رجسٹر روایات صحابہ سے مَیں نے لی ہیں جن میں مختلف قسم کے مضامین بھی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس جماعت میں شمولیت اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے قومیں تیار ہو رہی ہیں تو اس بات کو پرانے احمدیوں کو بھی ایک فکر کے ساتھ لینا چاہئے۔ اس جلسے میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی نئے شامل ہونے والے احمدی مختلف ممالک سے شامل ہو رہے ہیں۔ اُن کی نظروں میں، اُن کی حرکات میں ایک اخلاص اور وفا ٹپک رہا ہوتا ہے۔ پس جو پرانے احمدی ہیں اُن کو ایک فکر اپنے ایمان کے لئے بھی کرنی چاہئے اور اُن کے لئے بھی نمونے قائم کرنے چاہئیں۔ یہ نہ ہو کہ نئی قومیں آ کر اور حقیقی مسلمان بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث بن جائیں اور پرانے احمدی خاندان دنیا میں ڈوب کر، اپنی اَناؤں میں ڈوب کر، اُن فضلوں سے محروم ہو جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس اس سوچ کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ یہ دن گزاریں۔ اس اہم بات کی طرف توجہ دلانے کے بعد اب مَیں بعض صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض روایات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو رجسٹر روایات صحابہ سے مَیں نے لی ہیں جن میں مختلف قسم کے مضامین بھی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق و محبت کے واقعات، آپ کی نصائح، صحابہ کے آپ کی نصائح کو سمجھنے کے طریق، آپ کی مہمان نوازی، اس کے جواب میں صحابہ کا ردّ عمل۔ اِن باتوں نے صحابہ کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا جس نے اُن کی روحانی تربیت بھی کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق اور محبت کو مزید نکھارا بھی اور بڑھایا بھی۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا بعض واقعات آپ کی بے تکلف مہمان نوازی کے ہیں۔ بعض مہمانوں کے صبر اور حوصلے کے ہیں، باتوں باتوں میں ہی بعض علمی مضامین بیان ہوئے ہیں، بعض نصائح بھی ہیں۔ پس ان کو غور سے سنیں اور یہ جو ڈیوٹی والے کارکنان ہیں اُن کو بھی اِن چیزوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

ایک روایت ہے۔ حضرت خان صاحب ضیاء الحق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم تین احمدی اشخاص، یعنی یہ خاکسار (ضیاء الحق صاحب) اور اُن کے خالہ زاد بھائی سید اکرام الدین صاحب اور اُن کے بہنوئی سید نیاز حسین صاحب مرحوم سونگڑہ سے روانہ ہو کر کلکتہ ہوتے ہوئے ہم قادیان پہنچے۔ یہ غالباً 1900ء کا واقعہ ہے۔ قریباً دس گیارہ بجے دن کا وقت ہو گیا جب قادیان پہنچے۔ اُسی دن نماز ظہر کے وقت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسجد میں ملاقات ہوئی اور اُسی دن بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں، یہ کہتے ہیں کہ، ہم تینوں نے مع دیگر نو وارد حاضرین بیعت کی۔ ملاقات کے وقت حضور نے جب میرا نام دریافت فرمایا تو میں نے اپنا نام ضیاء الحق، قؔ کو بولتے ہیں جس طرح خاص انداز میں ادا کیا۔ تو حضور نے فرمایا ضیاء الحق۔ (’ق‘ کے تلفظ کو چھوٹی ’ک‘ سے بیان فرمایا) تو کہتے ہیں اُس دن یہ سننے کا میرا پہلا موقع تھا کہ پنجاب میں عام بول چال میں ’ق‘ کو ’ک‘ کی طرح بول دیا جاتا ہے۔ بہر حال کہتے ہیں حضور نے مولوی محمد احسن صاحب کو فرمایا کہ اِن تینوں کو سلسلہ کی کچھ کتابیں پڑھنے کی دی جاویں تو مَیں نے عرض کیا کہ فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام کتابیں مَیں نے پڑھ لی ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر تاکید کر دی کہ لنگر خانہ میں ہم تینوں اُڑیسہ کے مہمانوں کے لئے چاولوں کا بندوبست کر دیا جائے۔ کہتے ہیں ہم قریباً سات دن قادیان میں ٹھہرے اور ہر روز بعد نماز مغرب حضور کے پیر دبانے والوں میں شریک ہوتے تھے، مگر خدام کی کثرت کی وجہ سے پیر کا کوئی حصہ ملنا دشوار ہو جاتا تھا۔ حضور کا پَیر خوب مضبوط معلوم ہوتا تھا۔ ہر روز صبح شام، صبح بعد ناشتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سیر میں ہم شریک ہوتے تھے۔ حضور خوب تیز چلتے تھے، حتی کہ بعض ہمراہیوں کو دوڑنا پڑتا تھا۔ حضور کی چھتری برداری کا فخر ایک عرب غالباً مولوی ابوسعید صاحب کو ملتا تھا۔

کہتے ہیں ایک روز کا ذکر ہے کہ مَیں نے حضور سے دریافت کیا کہ ہمارے محلے کی مسجد میں ہم کس طرح نماز ادا کریں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا غیر احمدی نماز ادا کرنے کی اجازت دیں گے؟ تو مَیں نے عرض کیا کہ ہمارے محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنے سے ہم کو کون روک سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی روک نہیں تو علیحدہ نماز ادا کر لی جاوے ورنہ نہیں۔ شروع میں ہم کو خبر نہ تھی کہ مخالفت اس قدر ہو گی کہ محلے کی مسجد میں نماز ادا کرنا

بقیہ صفحہ 7 پر

چھوڑ کر چل دئے میدان کو دو ماتوں سے

چھوڑ کر چل دئے میدان کو دو ماتوں سے
مرد بھی چھوڑتے ہیں دل کبھی ان باتوں سے
میں دل و جاں بخوشی ان کی نذر کر دیتا
ماننے والے اگر ہوتے وہ سوغاتوں سے
دن ہی چڑھتا نہیں قسمت کا مری اے افسوس
منتظر ہوں تری آمد کا کئی راتوں سے
رنگ آجاتا ہے الفت کا نگاہوں میں تری
ورنہ کیا کام ترے رندوں کا برساتوں سے
میرا مقدور کہاں شکوہ کروں ان کے حضور
مجھ کو فرصت ہی کہاں ان کی مناجاتوں سے
کامیابی کی تمنا ہے تو کر کوہ کنی
یہ پری شیشے میں اتری ہے کہیں باتوں سے
بار مل جاتا ہے مجلس میں کسی کی دوپہر
دن ہوئے جاتے ہیں روشن مرے اب راتوں سے
ناز سے غمزہ سے عشوہ سے فسوں سازی سے
لے گئے دل کو اڑا کر مرے کن گھاتوں سے
کبھی گریہ کبھی آہ وفغاں ہے اے دل
تنگ آیا ہوں بہت میں تری باتوں سے
تومری جاں کی غذاہےمرے دل کی راحت
پیٹ بھرتا ہی نہیں تیری ملاقاتوں سے

کلام محمود صفحہ 200

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

بزرگان سلسلہ کی انمول یادیں

محترم میاں عبدالرحیم صاحب دیانت درویش قادیان ولد حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ (ہرسیاں والے)

مبارک ہو تمہیں اس منزل محبوب میں رہنا
وہی ہے تخت گاہ احمدؐ مرسل جہاں تم ہو
تمہاری شانِ درویشی پہ قرباں تاج داری ہے
کہ محبوب خدا کے آستاں کے پاسباں تم ہو

”کہاں (قادیان) کا رہنا تو ایک قسم کا آستانۂ ایزدی پر رہنا ہے اس حوضِ کوثر سے وہ آبِ حیات ملتا ہے کہ جس کے پینے سے حیاتِ جاودانی نصیب ہوتی ہے جس پر ابد الآباد تک موت ہر گز نہیں آ سکتی“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 463)

تیرہ چودہ سال کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ قادیان ہجرت کرنے والے مکرم میاں عبدالرحیم صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے نہ صرف زندگی بھر اس دارالامان سے وابستہ رکھا بلکہ وہیں آسودہ خاک ہونے کی لازوال نعمت بھی عطا فرمائی۔ خوش نصیبی کے دروازے تو پیدائش کے ساتھ ہی کھل گئے تھے آپ کے والد حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ (ہرسیاں والے) اور والدہ حضرت برکت بی بی صاحبہؓ دونوں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب میں شامل تھے۔ دیارِ مسیح کی طرف ہجرت کا ثواب بھی والدین کی قسمت میں تھا جس سے قادیان کی روح پرور فضائیں آپ کو میسر آئیں۔ اور درد و سوز میں ڈوبی دعاؤں میں پرورش پائی یہ سب رب رحمان ورحیم کی عنایات تھیں۔ قادیان میں رہائش کی شروعات اس طرح ہوئیں کہ 1917ء میں آپ کے والد ماجد صاحب نے محلہ دارالفضل میں مکان اور دکان تعمیر کرائی۔ اسی مکان میں بڑے بیٹوں کی شادیوں کے ساتھ ایک ایک کمرے کا اضافہ ہوتا گیا۔ عبدالرحیم صاحب کے لئے بھی پلاٹ کے جنوب مشرقی کونے میں ایک پختہ کمرہ بنا۔ شادی ہوئی اسی گھر میں پانچ بچے ہوئے پھر دارالفتوح میں اپنا گھر بنا لیا دو بچے وہاں ہوئے اور ایک بیٹا تقسیم برصغیر کے بعد لاہور میں پیدا ہوا۔ تقسیم برصغیر کے وقت قادیان میں رہنا پسند کیا اور حقیقی معنوں میں آویزندۂ در ہو گئے اور قادیان سے چمٹ کر بیٹھ گئے۔ عہد درویشی کا سارا عرصہ مسجد مبارک کے سائے میں ایک چھوٹے سے کمرے میں گزار دیا۔ اس کمرے کے در و دیوار بول سکتے تو بڑی ایمان افروز اور دل گداز کہانی کہتے وہ تو خاموش ہیں لیکن اُس حجرے کی تنہائیوں میں آپ نے اپنے بچوں کو جو خطوط لکھے اور کچھ اپنی یادداشتیں قلم بند کیں وہ آپ کی خود نوشت آپ بیتی کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ خاکسار نے اسے ذیلی عناوین کے تحت مرتب کیا ہے۔ اس آپ بیتی کی انوکھی بات یہ ہے کہ باپ نے لکھی اور بیٹی نے مرتب کی۔ اور ایک خاص بات یہ ہے کہ لکھی بھی خاکسار کی درخواست پر جس کا اظہار آپ نے اپنے ایک مکتوب میں کیا۔

”اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے میں نے باری باری اور خاص کر باری کا نام لے کر دعا کر دی میری بچی باری کا تقاضا کافی اثر پذیر رہا میں نے اس تحریک کو غیبی محرک خیال کر کے اپنے کچھ حالات تحریر کرنے شروع کر دیے ہیں ایک صد صفحے ہو چکے ہیں دیکھیں آپ تک کیسے پہنچیں گے۔ خیر لکھا ہوگا تو کسی وقت کام آ جائے گا۔“ (8-8-1971)

ابا جان کا خیال درست نکلا لکھا ہوا بہت کام آیا کیونکہ باپ بیٹی تمام عمر فاصلوں پر ہی رہے ساتھ ساتھ رہنے کا عرصہ بہت ہی کم ہے۔ انہیں تحریروں سے آپ کو جان پہچان سکی۔ آپ نے کئی جگہ لکھا ہے۔ اختصار سے کام لیا ہے صاحب دل ان سے مضامین بلکہ کتابیں بنا سکتے ہیں، میں نے یہ صاحبانِ دل پر ہی چھوڑ دیا ہے اگر اپنے احساسات شامل کرنے لگتی تو سمیٹے نہ جا سکتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ درویشان کرام کے حق میں بزرگوں کی دعائیں قبول فرمائے اور اُنہیں اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے اور یہ دعائیں نسلاً بعد نسلٍ ہمارے حق میں بھی قبول ہوں۔ آمین

زمانۂ درویشی کے پہلے جلسہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا تھا۔

”تم لوگ جن کو اس موقع پر قادیان میں رہنے کا موقع ملا ہے اگر نیکی اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تاریخ احمدیت میں عزت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے اور آنے والی نسلیں تمہارا نام ادب واحترام سے لیں گی اور تمہارے لئے دعائیں کریں گی اور تم وہ کچھ پاؤ گے جو دوسروں نے نہیں پایا۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو لیکن اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کرو

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے امیر جماعت احمدیہ قادیان مولوی عبدالرحمٰن جٹ صاحب کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔

”آپ جیسے جان نثار درویشوں کا وجود اُس شمع کا حکم رکھتا ہے جو ایک وسیع اور تاریک میدان میں اکیلی اور تن تنہا روشن ہو کر دیکھنے والوں کے لئے نور ہدایت کا کام دیتی ہے آپ خلوص نیت اور سچی محبت اور ایک جذبۂ خدمت کے ساتھ قادیان میں ٹھہرے رہیں گے اور اپنے آپ کو احمدیت کا اعلیٰ نمونہ بنائیں گے تو نہ صرف خدا کے حضور میں یہ آپ کی خدمت خاص قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی بلکہ آنے والی نسلیں بھی آپ کے نمونہ کو فخر کی نظر سے دیکھیں گی۔“

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ یہ سعادت ہمارے خاندان میں آئی۔ اس رحمانی عطیے کا جس قدر بھی شکر کریں کم ہے۔ درویش کی کہانی کو زندہ کرنا بھی ایک طرح اظہار تشکر ہے۔

بزرگان سلسلہ کی انمول یادیں

تحریر: مکرم میاں عبدالرحیم صاحب دیانت درویش

میرا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بارش میری پیدائش سے پہلے شروع ہو چکی تھی۔ میرا نام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رکھا۔ میں یکم رمضان 1320ھ بروز یکشنبہ 21/نومبر 1903ء بوقت دس گیارہ بجے رات پیدا ہوا۔ میرے والد حضرت میاں فضل محمد صاحب (ہرسیاں والے) مجھ حضرت اقدس کی خدمت میں لے گئے آپ گورداسپور میں کچہری میں ایک شیشم کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ میرے بڑے بھائی کا نام دریافت فرمایا۔ ابا جان نے عرض کیا عبدالغفور۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے میرا نام عبدالرحیم تجویز فرمایا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی دو صفات غفور، رحیم کو دو بھائیوں کے ناموں میں یکجا کر دیا۔

میرے دادا جان کی نمازِ جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پڑھائی

میرے والد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے قادیان سے واپس ہرسیاں آئے تو اپنے والد صاحب کو بیعت کی خبر دینے میں جھجک محسوس ہوئی۔ میرے دادا جان کا نام سندھی خان تھا۔ ایک دن ڈرتے ڈرتے بات کی تمہید کے طور پر کہا۔ سنا ہے قادیان میں کسی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ دادا جان نے فوراً جواب دیا:

”اگر ایسا ہوا ہے تو بالکل صحیح ہے دنیا کی ہوا کہہ رہی ہے کہ مہدی کا آنا ضروری ہے۔“ ابا جان نے پوچھا کہ آپ کو کیسے اندازہ ہوا؟ جواب دیا ”چیونٹیوں کو بارش کا اندازہ ہوا سے ہو جاتا ہے اور وہ اپنے انڈے سنبھالنے لگتی ہیں۔ پورب کی ہوا چلتی ہے تو میں اپنا سامان سمیٹنے لگتا ہوں۔ مجھے موسم کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ اب بارش ہوگی۔ تو کیا میں اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ زمانے کی ہوا گندی ہو گئی ہے مسلمان صرف نام کے رہ گئے ہیں نماز تک کی ہوش نہیں۔ مجھے نماز پڑھنے کے لئے گاؤں سے نصف میل دور ایک جوہڑ کے کنارے اینٹوں کی چھوٹی سی مسجد میں جانا پڑتا ہے۔ جو خود میں نے بنائی ہے۔ اُس میں اکیلا ہی نماز پڑھتا ہوں۔ اس حالت کو دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہی وقت مہدی کی آمد کا ہے۔“

میں دل میں خوش ہوا کہ اب مناسب موقع پر بتا دوں گا مگر اس بات کے جلدی بعد میرے دادا جان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ابا جان نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اپنے والد صاحب کے انتقال کی خبر دی۔ حضرت اقدسؑ نے دریافت فرمایا کہ

میاں فضل محمد کیا انہوں نے ہمارا پیغام سنا تھا؟ ایمان لائے تھے؟ ابا جان نے ساری تفصیل بتا دی۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔

”وہ احمدی تھے انہوں نے ہمیں مانا تھا آؤ ہم اُن کی نماز جنازہ پڑھیں۔“

حضرت اقدسؑ کی امامت میں اُس وقت موجود اصحاب کرامؓ نے میرے دادا کی نماز جنازہ پڑھی۔ بغیر بیعت کے ایمان لانے والوں میں شمار ہونے کی تصدیق خود حضرت مسیح موعود نے فرمائی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے انتقال کے بعد آپ کا چہرہ دیکھنا یاد ہے:

لگتا تھا بہت بڑا واقعہ ہوا ہے۔ بہت لوگ جمع تھے قطار در قطار لوگ کھڑے تھے۔ میرے والد صاحب نے مجھے گود میں لے کر سر سے اونچا کر کے فرمایا تھا کہ یہ مقدس چہرہ دیکھ لو مجھے یاد ہے کہ میں نے آپؑ کو دیکھا تھا۔

کام کا آغاز اور حضرت مصلح موعودؓ کی دعا سے برکت

1917ء یا 1918ء میں محلہ دارالفضل میں دکان کھولی مگر زیادہ کامیابی کی اُمید نہ تھی اس لئے پھر قادیان کے عین مرکز میں حضرت ڈاکٹر

غلام غوث صاحبؓ کے مکان میں، احمد یہ چوک کے جنوبی طرف بازار میں، سامنے والی دکان کرایہ پر لے کر کام شروع کیا۔ ہر کام سیکھنے اور آگے بڑھنے کا بہت شوق تھا۔مٹھائی بنانے کا کام سیکھا۔گرمیوں میں سوڈاواٹر اور سردیوں میں مٹھائی فروخت کرتا۔ پھر آئس کریم بنانے کا خیال آیا ایک بڑی مشین خرید لی۔

آئس کریم بنانے کا خیال آنے کی وجہ یہ تھی کہ ایک دن نمازِ ظہر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ ہندو ملائی برف بیچنے کے لئے زور زور سے آوازیں لگاتے ہیں جس سے نماز میں خلل ہوتا ہے۔ پھر حضور نے ملائی برف خریدنے سے منع فرمایا تا کہ بیچنے والے اُدھر کا رُخ کرنا چھوڑ دیں میں نے دل میں ارادہ کیا کہ میں یہ کام کروں گا اور نماز کے وقت کا خیال رکھوں گا۔ لاہور سے آئس کریم بنانے والی مشین خرید لایا اور دارالفضل میں تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور بیت نور کے سامنے دکان لی۔ دکان کا افتتاح اس طرح کیا کہ حضور کی دعوت کی خوب اچھی لذیذ آئس کریم بنا کر پیش کی حضور نے فرمایا۔

’’پنجاب میں سب سے پہلے اس کام کو کرنے والے احمدی مسلمان آپ ہیں‘‘

کام میں برکت کے لئے دعا بھی کروائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس قدر برکت ہوئی کہ حدِّ بیان سے باہر ہے۔جس قدر شکر کروں کم ہے۔

(ڈاکٹر سیّد غلام غوث صاحب کی دکان کرایہ پر لے کر سولہ سال کام کیا پھر اس کے بالکل سامنے مسجد مبارک چوک میں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی دکان کرایہ پر لے کر کام کیا۔تاوفات یہ دکان آپ کے پاس رہی قریباً 46سال۔

حضرت مصلح موعودؓ کا انداز تلطف

ا۔ایک بار کھیل میں حضور کے مدِّمقابل ٹیم میں شامل تھا۔حضور سے بال چھیننے میں جھجک گیا تو حضور نے فرمایا۔

’’میاں اگر لحاظ کرو گے تو کھیل نہ سکو گے۔‘‘

۲۔ایک دفعہ گرمیوں میں آپ کا بلاوا املا میں کام کر رہا تھا۔ اُسی طرح اُٹھا اور چل دیا خیال تھا کہ دروازے پر کوئی ملازم آئے گا حضور کا پیغام دے جائے گا وہاں پہنچا تو حضور خود دروازے پر تشریف لے آئے۔ اپنی حالت کا خیال کر کے گھبرا گیا منہ سے بات نہ نکل رہی تھی حضور نے بھی اندازہ لگالیا بڑی شفقت سے فرمایا۔

میاں! آپ نے چھ بوتلیں بھیجیں اور میری خوشنودی کی خاطر زیادہ ایسنس ڈال دیا اب چھ کم ایسنس کے ساتھ بنا کر بھیجیں۔

حضور ہمیشہ مجھے میاں یا میاں عبد الرحیم کہہ کر بلاتے تھے۔

۳۔یہ واقعہ اُن دنوں کا ہے جب مستریوں کا فتنہ شروع ہوا تھا عبدالکریم اور مستری فضل کریم نے سلسلے سے بگاڑ پیدا کر لیا تھا۔ قادیان میں سردار تیندر سنگھ تھانیدار متعین تھا چوکی ہوزری میں ہوتی تھی۔ ہوزری دارالفتوح میں شیخ نور احمد صاحب کے مکان میں ہوا کرتی تھی۔ ایک دن صبح ہی ایک سپاہی مجھے ملا اور کہا کہ

بھائی جی آپ کو سردار صاحب بُلاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا کام ہے تو اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔سردار صاحب کے پاس پہنچا تو اُس نے کہا

’’میاں عبدالرحیم آپ مستریوں کا سامان اُٹھا کر لے گئے ہیں‘‘

میں نے جواب دیا ابھی تو میں یہاں آپ کے پاس ہوں۔آپ میرے گھر چلے جاویں اور تلاشی لے لیں اگر سامان برآمد ہو تو بات کریں۔ وہ سوچ میں پڑ گیا قلم منہ میں ڈال کر بیٹھ گیا پھر کہا اچھا آپ جائیں اگر ضرورت ہوئی تو پھر بُلا لیں گے۔ اس اثناء میں کسی نے حضور کو بتا دیا کہ میاں عبدالرحیم کو تھانیدار نے بلایا ہے۔ آپ نے اُسی وقت اپنے پرائیوٹ سیکر یٹری جناب عبدالرحیم صاحب دردؔ کو بھیجا کہ جا کر معلوم کریں کیا بات ہوئی ہے۔ روزانہ نت نئے واقعات ہوا کرتے تھے مگر جماعت کے ایک عاجز فرد کے لئے آپ کا اس طرح فکر کرنا اچھا لگا اور میں نے ایک روحانی سرور کے ساتھ دل سے حضور کو دعائیں دیں۔

۴۔حضور کی ذرّہ نوازی کا ایک واقعہ ذہن میں آرہا ہے۔میری عادت تھی کہ حضور جب کہیں باہر سے قادیان تشریف لاتے ضرور استقبال کے لئے حاضر ہوتا۔ ایک دفعہ میں شدید بیمار تھا حضور دھرم سالہ یا غالباً منالی سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ استقبال کے لئے نہ جا سکنے کا ملال مجھے بستر پر کھا رہا تھا۔میری اس حالت پر خدا تعالیٰ نے رحم کھایا اور شفادی مگر بے حد نقاہت تھی خان صاحب کی کوٹھی تک پہنچا جماعت کے کافی احباب وہاں جمع تھے امیر مقامی حضرت مولوی شیر علی صاحب بھی وہاں کھڑے تھے میرے پاس سائیکل تھا۔(اس وقت قادیان میں مَیں تیسرا تھا جس کے پاس سائیکل تھا غربت اور سادگی کے اُس زمانے میں سائیکل بھی قابل ذکر نمایاں چیز تھی۔)امیر صاحب نے فرمایا میاں دیر ہو رہی ہے جا کر پتہ کرو حضور کب تک تشریف لائیں گے۔

امیر صاحب کو میری بیماری کا غالباً علم نہیں تھا۔ مگر اُن کے اس طرح فرمانے سے جسم میں توانائی محسوس ہوئی۔سائیکل پر بیٹھا نہر سے آگے سٹھیالی کے پل سے کوئی دو میل دور تھا کہ کار نظر آ گئی۔حضور کے ڈرائیور مکرم قریشی نذیر احمد صاحب پسر مکرم قریشی محمد عامل صاحب کی رومی ٹوپی سے پہچان لیا۔ کہ کار حضور کی ہی ہے۔ اطلاع دینے کی خاطر سائیکل موڑا اور تیزی سے چلانے لگا۔ مگر کار کی رفتار کا مقابلہ کرنا مشکل تھا۔ نذیر احمد صاحب نے بتایا کہ حضور نے اس طرح سائیکل موڑ کر تیز چلانے والے کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے۔

قریشی صاحب ہمارے پڑوس میں رہتے تھے اچھی طرح پہچانتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ عبدالرحیم ہے۔حضور نے فرمایا۔ کار کی رفتار کم کر لیں۔

قریشی صاحب نے بتایا کہ مجھ پر اس ذرہ نوازی کا بہت اثر ہوا۔ ایک چھوٹا سا لطیفہ بھی ہو گیا۔ جب میں واپس آیا تو امیر صاحب نے پوچھا کیا خبر ہے؟ تو جلدی سے میرے منہ سے نکلا۔

حضور ٹھیکری والے کی جماعت سے مباحثہ کر رہے ہیں۔

دراصل مجھے مصافحہ کہنا تھا۔ میری بدحواسی پر سب ہنس دیئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی شفقتیں

1۔میرا طریق تھا کہ جب دکان پر کوئی مشہور خاص چیز تیار ہوتی تو گاہکوں کی آگاہی کے لئے بورڈ پر چاک سے اشتہار لکھ دیتا۔ اشتہار کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے دلچسپ اچھوتے جملے سمجھاتا۔ اس طرح نہ صرف میری تیار کی ہوئی چیزیں مشہور ہوئیں۔ میرے بورڈ پر اشتہار بھی گاہکوں کو روک لیتے، کئی یادگار واقعات ہوئے۔

ایک دن دکان کے بورڈ پر میں نے چاک سے لکھا ’’ہمارا دعویٰ ہے کہ فالودہ ہم سے بہتر کوئی نہیں بنا سکتا‘‘ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ وہاں سے گزرے حسبِ معمول میرے بورڈ کو پڑھا اور اپنے دفتر چلے گئے۔ پھر مجھے دفتر میں بلایا۔ اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا:

’’میاں! بعض الفاظ مخصوص ہوتے ہیں۔‘‘

میں سمجھ گیا کیونکہ میرے دل میں بھی کھٹک ہوئی تھی واپس آ کر اوپر کے الفاظ ’’ہمارا دعویٰ ہے‘‘ مٹا دیئے۔ سبحان اللہ ادب اور احترام سکھانے کا کیسا پُرحکمت طریقہ تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ قمر الانبیاء میری نوجوانی کی عمر سے اچھی طرح جانتے اور بہت شفقت فرماتے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ بلا کر فرمایا: ’’میاں آپ صاحب اولاد ہیں جائیداد بنانے کی طرف توجہ دیں‘‘ چنانچہ میں نے آپ کے فرمان سے پس انداز کرنا شروع کیا اور کافی جائیداد بنالی۔

2۔میں جس دکان میں کام کرتا تھا وہ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی ملکیت تھی۔ مختار حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ مرحوم مغفور تھے۔ ایک دفعہ دُکان کے کرایہ پر بات ہو رہی تھی جو مجھے زیادہ لگ رہا تھا، پہلے کم تھا پھر چھ روپے ہو گیا تھا۔ آپ نے مجھے سمجھایا کہ کرایہ مناسب ہے۔ آپ کے سمجھانے کا انداز بہت اچھا تھا۔فرمایا اگر آپ کو کرایہ زیادہ لگ رہا ہے تو نیلام کر دیتے ہیں جو زیادہ کرایہ دے اُس کو دے دیں گے، اب اڈّا بن جانے کی وجہ سے بہت زیادہ کرایہ مل سکتا ہے اور میاں میں جانتا ہوں آپ کو خدا نے ایسا دماغ عطا کیا ہے کہ اگر ایک بورڈ تحریر کریں (بطور اشتہار) تو شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک آپ کے پُرلطف و جذب بورڈ پڑھنے لوگ آ جاتے ہیں جس سے بِکری میں ماشاءاللہ اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح مجھے بورڈ لکھنے پر داد بھی مل گئی۔

3۔میری اہلیہ صاحبہ نے بیان کیا کہ ربوہ کے ابتدائی زمانے کی بات ہے ایک رات دس بجے کے قریب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک خادم کے ہمراہ ہمارے گھر تشریف لائے اور ایک لحاف دے کر فرمایا کہ مجھے فرصت نہیں ملی اب خیال آیا کہ بچے سردی میں نہ سوئے ہوں۔ سبحان اللہ کس قدر اپنی ذمہ داری کا احساس تھا کہ ایک غریب آدمی کی ذمہ داری خدا نے مجھ پر ڈالی ہے کوتاہی نہ ہو۔ اس چھوٹے سے واقعہ کے کئی پہلو ہیں۔ ابھی ربوہ پوری طرح آباد نہ ہوا تھا۔ راستے خراب تھے، اندھیرا تھا۔ ہاتھ میں لیمپ لے کر مخلوق خدا کی عملی ہمدردی کے لئے نکلے۔ میرے بیوی بچوں کا اس قدر خیال رکھنے پر دل سے دُعا نکلتی ہے۔ بچوں کی شادیوں میں آپ سے مشورہ کیا جاتا۔ آپ دلچسپی لیتے۔ شادیوں کے انتظامات کی نگرانی فرماتے اور سب سے بڑی بات بنفس نفیس شریک ہو کر دُعاؤں سے باپ کی طرح رُخصت فرماتے۔

جس قدر ہم نے آپ کے طفیل آرام پایا اللہ تعالیٰ وہاں اُن کو کئی گنا بڑھ کر آرام پہنچائے اور ہمیں بھی ان مبارک ہستیوں کے طفیل اپنی ذرہ نوازی سے معاف فرما کر ستّاری کی چادر میں چھپا لے اور مقامِ قرب عطا فرمائے، آمین۔

4۔ میں اپنے خطوط آپ ہی کی معرفت بھیجا کرتا تھا۔ میرے بیوی بچے بھی مجھے بھیجنے کے لئے خط آپ کو دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے میری اہلیہ سے فرمایا:-

’’میں تو آپ کا ڈاکیہ ہوں‘‘

ہمارے خاندان کے پاس آپ کے متعدد خطوط کے قیمتی خزانے ہیں۔ ان میں اپنائیت کی جو خوشبو ہے اس کی ایک جھلک دیکھئے:

مکرم میاں عبدالرحیم صاحب درویش سوڈا واٹر فیکٹری

"کل اچانک آپ کا خط موصول ہوا جس میں عزیز میاں ناصر احمد کے بچہ کی پیدائش پر مبارکباد لکھی تھی۔ جزاکم اللہ خیراً۔ میں نے عزیز میاں ناصر احمد والا خط اُنہیں بھجوا دیا ہے اور حضرت اماں جان والا اُن کی خدمت میں بھجوا دیا ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ جس دن آپ کا یہ خط آیا اسی دن میں یہ خیال کر رہا تھا کہ ایک عرصہ سے آپ کا خط نہیں آیا۔"

(23-3-1950)

"لاہور میں الحمد للہ خیریت ہے آپ کے بچے کبھی کبھی ملتے رہتے ہیں اور خیریت سے ہیں۔ رمضان میں جو تعلیم القرآن کلاس لجنہ کی زیر نگرانی جاری ہوئی تھی۔ اس میں آپ کی دونوں لڑکیاں شامل ہوئی تھیں۔ اور خدا کے فضل سے دونوں پاس ہوگئی ہیں۔

آپ کے والد صاحب اب کافی ضعیف ہو چکے ہیں اور قادیان کے کانوائے کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اُن کے لئے یہی بابرکت ہے کہ اپنے بقیہ ایام زندگی قادیان میں گزاریں اور دعاؤں اور نوافل کے پروگرام میں حصہ لیں۔

میری طرف سے سب دوستوں کو سلام پہنچا دیں۔"

مرزا بشیر احمد

5۔ ابتدائی درویشی کے زمانے میں مکرم جناب حفیظ خان صاحب ویرووال والے قادیان تشریف لائے تو میں نے اُن کے ہاتھ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے لئے لنگر خانہ کی روٹیاں اور دارالحمید کی لوکاٹ تحفةً بھجوائی۔ ساتھ رقعہ لکھا کہ تبرک قبول فرما کر دُعاؤں سے نوازیں اور کچھ میرے گھر میں اپنے ہاتھ سے بھجوا دیں۔ اُن کے لئے دُہرا تبرک ہوگا۔ حضرت میاں صاحب کا بہت اچھا جواب ملا۔ آپ نے لکھا: "چند روٹیاں اور تھوڑی لوکاٹ آپ کے گھر بھجوا دی ہیں، کچھ لوکاٹ راستہ میں خراب ہوئیں کچھ بارڈر والوں نے تبرک سمجھ کر رکھ لی۔ جو کچھ حصے میں آیا بھجوا دیا۔ تبرک میں مقدار کا سوال نہیں ہوتا"۔

سبحان اللہ کیا علم و معرفت کا نکتہ ہے۔ آپ نے میرے اہل خانہ کو تبرک بھجواتے وقت جو مکتوب تحریر فرمایا وہ بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔

عزیزہ مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ

امید ہے آپ کی والدہ صاحبہ خیریت کے ساتھ ربوہ واپس پہنچ چکی ہوں گی۔ کل شام کو عبدالحفیظ خان صاحب جو دو دن کے پرمٹ پر قادیان گئے تھے، واپس پہنچے ہیں۔ ان کے ہاتھ آپ کے والد صاحب نے تین روٹیاں لنگر خانہ کی اور کچھ لوکاٹ اور ایک دیگچی اور کچھ کپڑے بھجوائے ہیں۔ روٹیاں میں نے احتیاطاً خشک کرالی ہیں تا کہ بُس نہ جائیں اور زیادہ دیر تک رہ سکیں۔ میں حامل ہذا کے ہاتھ آپ کو لوکاٹ اور روٹیاں بھجوا رہا ہوں۔ باقی چیزیں عبدالحفیظ صاحب چند دن تک خود اپنے ساتھ لائیں گے۔ شاید ایک دو کپڑے غلام قادر صاحب وعطاء اللہ صاحب ولد سراج الدین صاحب موذن کے بھی ہیں۔ بہرحال یہ سب چیزیں عبدالحفیظ خان صاحب کے پاس ہی ہیں وہی آپ کو پہنچائیں گے۔ میں صرف تین عدد روٹیاں اور کچھ لوکاٹ بھجوا رہا ہوں۔ لوکاٹ کچھ زیادہ تھے۔ مگر بارڈر پر اکثر روک لیا گیا۔ تفصیل غالباً آپ کے والد صاحب نے بھی آپ کو لکھ دی ہوگی۔

والسلام

مرزا بشیر احمد

3-5-1950

6۔ 1951ء میں مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ ہم سب درویش ہرسیاں اور دیال گڑھ کے درمیان ایک مستطیل کمرے کے اردگرد خالی میدان میں جمع ہیں۔ وہاں شور ہو رہا ہے۔ اچانک لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ آ رہے ہیں اور بڑے ذوق و شوق سے استقبال کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ میں کمرے کے مشرق کی طرف یعنی ہرسیاں کی طرف کھڑا ہوں۔ اتنے میں کمرہ کے جنوبی حصہ سے (جو کمرہ کی پشت ہے) مشرقی دیوار کے ساتھ جو بالکل میرے سامنے ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ آ گئے۔ زرق برق شاہانہ لباس پر ہیرے جواہر لگے ہوئے۔ سلمہ ستارہ سے اَٹا ہوا لباس پہنے ہوئے میرے سامنے آ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت میاں صاحب ہم تو درویش ہیں میرے ایک ہاتھ میں مٹی کا پیالہ ہے جس میں لنگر کی دال ہے اور دوسرے میں لنگر کی روٹی تب میں نے دیکھا کہ وہ شاہانہ لباس میں ملبوس حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ہیں اور میرے ساتھ لنگر خانے کا کھانا کھانے کو بیٹھ گئے ہیں۔ میں نے یہ خواب اپنے محسن حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کو تحریر کیا اور آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حضور پیش کر دی۔ حضورؓ نے اپنے دستِ مبارک سے اُس پر نوٹ تحریر فرمایا:

"رنجیت کے معنی فاتح کے ہوتے ہیں۔"

حضرت قمرالانبیاءؓ نے اپنے دستِ مبارک سے مجھے یہ سب نقل کر کے بھیج دیا جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے اور میری ساری جائیداد سے قیمتی ہے۔

مکرم میاں عبدالرحیم صاحب درویش

آپ کا پوسٹ کارڈ... جس میں آپ نے اپنی ایک خواب لکھی تھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ بھجوایا گیا۔ اس پر حضور ایدہ اللہ نے مندرجہ ذیل ارشاد نوٹ کر کے ارسال فرمایا ہے کہ:

"رنجیت سنگھ کے معنی فاتح کے ہیں"

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر ہو۔

والسلام

مرزا بشیر احمد

11-2-1951

7۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی غریب پروری اور شفقت کا ایک عجیب واقعہ لکھ رہا ہوں۔ قادیان میں شیرا پونچھی بیمار ہوا۔ یہ ایک درویش تھا۔ بغرض علاج لاہور بھجوا دیا گیا مگر وہ جانبر نہ ہوسکا۔ مکرم حافظ محمد اعظم صاحب کی معرفت لاہور کی جماعت نے تجہیز و تکفین کے لئے ربوہ بھیجا۔ اُن دنوں مَیں ربوہ میں تھا۔ آپ نے مجھے گلے لگا کر اتنی اپنائیت سے افسوس کیا کہ الفاظ سے بیان نہیں ہوسکتا۔ آپ نے اس سے پہلے علاج اور خبر گیری پر اس طرح توجہ مرکوز رکھی تھی جیسے آپ کو اور کوئی کام ہی نہیں ہے۔ پھر جنازہ آیا تو آپ نے کندھا دیا اور ہم سے اس طرح سلوک کیا جیسے اُس کے عزیز رشتہ دار ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ شیرا پونچھی بڑا خوش نصیب نکلا۔ حضرت قمرالانبیاءؓ کے کندھوں پر سفر آخرت کیا۔ مولا کریم مغفرت کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

ایک دفعہ میں ربوہ گیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سے ملنے کے لئے گیا۔ آپ خدمتِ درویشاں کے ناظر تھے مگر باپ سے بڑھ کر شفیق حقیقی محبت کرنے والے تھے۔ مجھے پاس بٹھا کر درویشوں کے حالات پوچھے۔ پھر پوچھا کہ آج کل کس قدر درویش ربوہ آئے ہوئے ہیں۔ میں نے نام بہ نام بتایا۔ آپ نے فرمایا:

"میں نے کوشش کی تھی کہ درویش اپنے رشتہ داروں سے مل لیا کریں مگر اُن کو تو بھڑکی ہی لگ گئی ہے، کثرت سے یہاں رہنے لگ گئے ہیں۔"

8۔ میں ایک دفعہ لدھیانہ گیا۔ لدھیانہ میں ایک لائبریری تھی جس میں میونسپل کمشنر پادری ویری کی کتب تھیں۔ وہ دینِ حق اور احمدیت کا شدید دشمن تھا۔ ہندوؤں نے کتب کو تلف کرنے کے لئے فروخت کر دیا جو سینکڑوں من وزنی تھیں۔ میں نے قریباً دو بوری کتابیں چھانٹ لیں۔ ان میں دو کتب کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک تو انجیل تھی جو 1826ء کی شائع شدہ تھی۔ ایک اہل حدیث کا وہ پرچہ تھا اصل والا جو علماء اکثر ہمارے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔ میں نے قادیان آ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے نام تحریر کیا کہ جماعت کے کام آنے والا لٹریچر لدھیانہ میں فروخت ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر اسی انجیل کا حوالہ دیا۔ آپ کا جواب آیا کہ اگر اتنی پرانی انجیل ہے تو میرے لئے بھی خرید لیں۔ میں نے اس خط کو نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور بذریعہ رجسٹرڈ پارسل کتاب بھجوا دی۔ آپ کا دعاؤں اور شکریہ کا خط ملا جس پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر کیا۔

9۔ 1962ء میں نادانستگی کی ایک غلطی کے خمیازے میں شدید پریشانی اٹھانی پڑی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے خط لکھ کر سارے حالات دریافت فرمائے۔ مگر کسی وجہ سے دفتر سے جواب دینے میں تاخیر ہوگئی۔ میری اہلیہ کو میرا خط ملا تو فکرمند ہوئی اور قادیان آنے کے ارادہ سے میاں صاحب کے پاس اجازت کے لئے گئی۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میں نے خط لکھا ہوا ہے۔ حالات سے آگاہی ہو تو پھر جانا۔ چند دن کے بعد وہ پھر اجازت کے لئے گئی تو میاں صاحب نے فرمایا کہ اب تو آپ کو جانا ہی چاہیے۔ نیز فرمایا کہ اُن سے کہہ دیں کہ مَیں میاں عبدالرحیم کو جانتا ہوں۔ وہ بہت مخلص ہے۔ سہواً منہ سے غلط نعرہ نکلا ہے۔ یہ بھی کہیں کہ اُن کے کیس کے لئے یہاں لڑیں، وہاں لڑیں، اوپر لڑیں مگر اس کو قادیان سے باہر نہ بھیجیں اور اگر باہر بھیجنا ہے تو میرا بندہ مجھے واپس بھیج دیں۔

میری اہلیہ نے آ کر یہ پیغام دیا تب ہم سے یہ بلا ٹلی۔ جب حکومت کی طرف سے باز پرس ہوئی تو میں نے جو حقیقت تھی کہہ دی کہ بالارادہ نہیں سہواً غلط نعرہ لگا دیا۔ ایک لمبی کہانی ہے ابتلاؤں اور پریشانیوں کی۔ جائیداد کسٹوڈین والوں نے پہلے ہی ضبط کر لی تھی۔ 1962ء سے ضبط شدہ پاسپورٹ بھی 1968ء میں دیا وہ بھی ایک ماہ کے لئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور حالات درست ہوئے۔ حیرت ہے کہ ایک کمزور سے آدمی کے سہواً نعرہ لگانے سے اس قدر کھلبلی مچی۔

اس سلسلہ میں یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان تشریف لائے۔ جب میں نے ان کو یہ سارا واقعہ سنایا تو وہ سن کر بہت محظوظ ہوئے اور کہنے لگے کہ اس پر مجھے پہلوان والا لطیفہ یاد آ رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ کوئی اونچا لمبا شہ زور پہلوان اپنی ٹنڈ پر مکھن ملے پورے روایتی انداز میں چلتا جا رہا تھا۔ اتفاق سے پیچھے کوئی بونا جا رہا تھا۔ پہلوان کی ٹنڈ دیکھ کر اس کا جی چاہا کہ اس پر زور سے ٹھونگا لگا دے مگر ڈر بھی لگتا تھا..... دو تین دفعہ پہلوان کے پاس جا کر واپس آ جاتا مگر آخر آنکھیں بند کر کے پورا زور لگا کر چھلانگ لگائی اور پہلوان کے سر پر زور کا

ٹھونگا لگا دیا۔ پہلوان نے مڑ کر دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا۔ بونے کو زمین پر گرا کر اوپر پاؤں رکھ کر مارنے لگا تو بونے نے کہا کہ اب اگر تم مجھے مار بھی دو تو تمہیں وہ مزا نہیں آئے گا جو مجھے سر پر ٹھونگا مارنے کا آیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے ہاں ذکر خیر

خاکسار کے بورڈ کی تحریر کا ذکر حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے گھر میں بھی ہوتا تھا۔ یہ بات مکرم سید فضل شاہ صاحب (سکنہ نواں پنڈ) نے بتائی۔ آپ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے خاص خدمت گزار تھے۔ کھانا بہت مہارت سے پکاتے تھے۔ بہت پرخلوص، دیانتدار اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔ آپ نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ بھائی ایک عجیب بات ہے۔ جب بھی کسی دعوت پر احباب اکٹھے ہوتے ہیں حضرت میاں صاحب یہ بات ضرور دہراتے ہیں کہ ہمارے میاں عبدالرحیم صاحب کو خدا نے عجیب ملکہ بخشا ہے۔ جب بھی کوئی چیز بناتے ہیں اُس کی اس انداز میں تعریف بورڈ پر تحریر کرتے ہیں کہ لُطف آ جاتا ہے، ہر بار نئے سے نیا فقرہ دلکش الفاظ ہوتے ہیں۔ یاد آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کھانے پر کوئی نہ کوئی چیز آپ کی بھجوائی ہوئی ضرور ہوتی ہے۔ آئس کریم تو قریباً روزانہ ایک سیر بچوں کے لئے منگوائی جاتی ہے۔

مکرم سید فضل شاہ صاحب کی ایک اور بات یاد آئی۔ ایک دفعہ حضرت نواب محمد علی صاحبؓ کو اپنے باغ کے آم کوٹلے بھجوانے تھے۔ میں پندرہ سولہ سال کا تھا۔ میری والدہ صاحبہ سے آپ نے فرمایا کہ میاں عبدالرحیم کو بھجوا دیں۔ گھوڑے پر بٹالہ جا کر آم بِلٹی کر آئے۔ مکرم فضل شاہ صاحب کو ساتھ بھیجا۔ ہم راتوں رات بٹالہ گئے۔ علی الصبح بلٹی کر کے واپس قادیان دس بجے کے قریب پہنچ گئے۔ ہماری زندگی کو خدا تعالیٰ نے کیسے کیسے بزرگوں سے جوڑ دیا۔ یہ سب اُس کا احسان ہے۔ اُس کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ معمولی سے ہُنر کی کہاں کہاں قدر ہوئی۔ الحمدللہ۔

حضرت سیّدہ اُم طاہر صاحبہؓ میری دکان پر

یوں ہوا کہ آپ نے حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کے ساتھ میری دکان پر سوڈا واٹر پیا۔ حضرت سیّدہ نے فرمایا: ''سوڈا واٹر تو اس کا اچھا ہے۔''

شاہ صاحب نے قدرے تیزی سے کہا:

خود بھی اچھے ہیں ان کا سوڈا واٹر بھی اچھا ہے۔ اور یہ بات میں آپ کا بھائی ہونے کے ناتے سے نہیں بلکہ بحیثیت ناظر امور عامہ کہتا ہوں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کا حسنِ سلوک

حضرت میر صاحب خاکسار سے دوستانہ بلکہ برادرانہ سلوک رکھتے تھے۔ باوجود ہر لحاظ سے بلند مرتبہ ہونے کے آپ کے مزاج میں خاکساری اور دوست نوازی تھی۔ مجھے جب کوئی فیصلہ کرنا ہوتا تو آپ سے مشورہ کرتا۔ آپ کئی طرح میرے شریک حال رہے۔ جب بھی آپ کی یاد آتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم! میرے محسن سے احسان کا سلوک کرنا۔ ان گنت واقعات ہیں۔ مثال کے طور پر میرے بورڈ پڑھ کر کئی پہلو سے خوش ہونا۔ ایک دفعہ عید کا دن تھا۔ میں نے بورڈ پر لکھا:

''لو بیٹا ایک روپیہ، آج عید ہے عبدالرحیم سے گلاب جامن لے آؤ''

حضرت میر صاحب پڑھ کر بہت ہنسے۔ دادِ تحسین عطا کی۔ پھر فرمایا کہ آپ کے پاس ایک روپیہ ہے؟ میں نے روپیہ نکال کر پیش کر دیا۔ آپ نے روپے کا نوٹ فریم کی کیل پر ٹانگ کر فرمایا:

''میاں عبدالرحیم اب آپ کا بورڈ ہر جہت سے مکمل اور موثر ہو گیا ہے''

اب سوچتا ہوں کہ کہاں میں اور کہاں یہ عالم فاضل ہستیاں۔ زندگی کیسی پرلُطف گزری ہے۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی غریب نوازی اور معجزانہ مسیحائی کا ایک واقعہ ہے۔ میری اہلیہ آمنہ بیگم کی بہن مکرمہ مہر بی بی صاحبہ ڈیریا نوالہ ضلع سیالکوٹ میں رہتی تھیں۔ ان کا جبڑا اپنی جگہ سے ہل گیا تھا۔ زیادہ ہنسنے یا اُباسی لینے میں منہ جو کھلا تو کھلا رہ گیا۔ بے حد تکلیف تھی۔ وہ لوگ اُنہیں سیالکوٹ نارووال وغیرہ میں دکھاتے رہے مگر فائدہ نہ ہوا۔ میں نے حضرت میر صاحب سے ذکر کیا تو فرمایا کہ 48 گھنٹے میں ٹھیک ہو جائے تو اچھا ہوتا ہے بعد میں تو خطرہ ہوتا ہے کہ درست ہو یا نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ اچھا اُس کو اپنی دکان (واقعہ احمدیہ چوک) میں لے آئیں۔ میں حضرت اماں جانؓ سے ملنے جا رہا ہوں اُن کو دیکھ بھی لوں گا۔ میں نے یہی کیا۔ وہ اندر بیٹھی تھیں۔ نماز کا وقت ہوا تو میں نے مسجد کا رُخ کیا۔ اتنے میں حضرت میر صاحب تشریف لے آئے اور مجھے آوازیں دیں۔ میں موجود نہ تھا اور مریضہ بول نہ سکتی تھی۔ اس لئے جواب نہ ملا۔ آپ واپس چلے گئے۔ میں نے آپ سے صورت حال عرض کی تو فرمایا کہ میرے مکان ''الصفہ'' لے آئیں۔ آپ نے اپنے شمالی صحن میں باغ میں بٹھایا۔ اب دیکھئے اُن کا طریقہ ٔعلاج۔ ایک دوپٹہ لے کر دونوں ہاتھوں پر لپیٹ کر جبڑے کو اچانک ایک جھٹکا دیا۔ جبڑا اپنی جگہ پر فٹ ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کہ اب ٹھیک ہے؟ بول سکتی ہو؟ اُس نے بول کر جواب دیا ''جی'' آپ نے بولنے سے منع فرمایا اور وہی دوپٹہ ٹھوڑی کے نیچے سے چکر دے کر سر پر باندھ دیا اور فرمایا دو دِن تک یہ بالکل بات نہ کریں۔ ایک کٹورے میں چمچ رکھ دیں۔ جب ضرورت ہو بجا کر کسی کو بلا لیں۔ اللہ کا کرم دیکھئے کہ مریضہ بالکل ٹھیک ہو گئیں۔

اسی طرح میرا بچہ عزیزم عبدالباسط آٹھ سال کا ہوا تو شدید بیمار ہو گیا۔ ٹائیفائیڈ، بخار اور نمونیہ ہو گیا۔ مکرم ڈاکٹر بھائی محمود صاحب اور مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا علاج کروایا مگر شامتِ اعمال بیماری طول پکڑتی گئی۔ میں ازحد پریشان تھا۔ میرا بچہ بہت خوش الحانی سے قرآن پاک پڑھتا تھا۔ میں یہی واسطہ دے کر اُس کی زندگی مانگتا۔ حضور کو بار بار دُعا کے لئے لکھتا۔ کبھی مسجد میں روزے داروں کو دُعا کی درخواست کرتا۔ کبھی دکان کے بورڈ پر دردمندانہ دُعا کی اپیل لکھتا۔ میں اپنے محسن اور دِلی دوست حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس گیا۔ آپ گھروں پہ آ کر مریض نہ دیکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ بچے کو ہسپتال لے جائیں میں وہیں آ کر دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا اور دوا میں شفا رکھی تھی...... بفضل الٰہی بچہ صحت یاب ہوا اور مربی سلسلہ بن کر ساری زندگی خدمتِ دین میں گزاری۔ اللہ تعالیٰ اس طرح بھی دُعائیں سنتا ہے۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ بالعموم بڑے جلسوں اور مناظروں کے مہتمم و منتظم ہوتے تھے۔ جلسہ کے اعلان سے بھی قبل اس کے متعلق بتا دیا کرتے تھے۔ موٹر، بس وغیرہ میں سفر کرنے سے آپ کوفت محسوس کرتے اس لئے مجھے فرماتے کہ ہم ٹانگے میں جائیں گے۔ اسی تعلق سے آپ مجھے ''رفیقِ سفر'' کے نام سے یاد فرماتے۔

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کا شادی کا تحفہ

1948ء کے ابتدائی دنوں کی بات ہے۔ ایک صاحب نے بتایا کہ ایک سکھ کے پاس سلسلہ کی کچھ کتابیں ہیں جو وہ فروخت کرنا چاہتا ہے مگر اُس کا پتہ جو بتایا وہاں جانا بہت خطرناک تھا۔ میں نے معذرت کی اور کہا کہ کتب یہاں لے آئیں، میں خرید لوں گا۔ مگر وہ سکھ (جو آج کل حضرت میاں بشیر احمد کے فارم (Farm) پر بطور مینیجر حکومت کی طرف سے مقرر ہے) نہ مانا۔ کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچا تو کتابیں دیکھ دیکھ کر عجیب ملے جلے جذبات کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ کتابیں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی کوٹھی سے لائی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ میں نے سوچا کہ ان کو ہر قیمت پر خریدنا ہے۔ وہ سکھ بڑا ہشیار تھا بھانپ گیا اور مروّجہ قیمت سے دس گنا زیادہ قیمت بتائی۔ میں نے بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اُس کو منہ مانگی قیمت ساٹھ روپے ادا کر کے خرید لیں۔ اُن میں ایک بخاری شریف تھی۔ خوبصورت مجلد، سنہری نام لکھا ہوا تھا جو لجنہ اماء اللہ قادیان نے محترمہ بی بی ناصرہ بیگم (بنت حضرت مصلح موعودؓ) کی شادی خانہ آبادی کی تقریب سعید کے موقع پر تحفۃً دیا تھا۔ کیا یہ کتابیں ردّی میں جانے کے قابل تھیں؟ میں کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ اُن سے ہاتھ کھینچ لوں کہ قیمت زیادہ ہے اور وہ ردّی میں بیچ دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق بھی دی کہ یہ کتب مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب کے ہاتھ عزیزہ محترمہ کو بھجوا دیں۔ تسلّی بھی کر لی تھی کہ حفاظت سے کتب اُن تک پہنچ گئی ہیں جو میری طمانیت کا باعث ہوا۔

بقیہ: فرمان خلیفہ ٔوقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفہ ٔوقت...... از صفحہ 1

نہیں۔ روایات میں ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا آتا ہے۔ جب گلی میں چلتے ہوئے آپ کے ایک صحابی عبداللہ بن مسعود نے ''بیٹھ جاؤ'' کی آواز سنی اور بیٹھ گئے۔ آواز سن کر یہ نہیں کہا کہ یہ حکم تو اندر مسجد والوں کے لئے ہے بلکہ آواز سنی اور بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مشکل سے قدم مسجد کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیا ہوا ہے جو اس طرح گھسٹ رہے ہیں۔ آپ نے یہی جواب دیا کہ اندر سے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ پوچھنے والے نے کہا کہ یہ حکم تو اندر والوں کے لئے تھا۔ آپ نے جواب دیا مجھے اس سے غرض نہیں کہ یہ اندر والوں کے لئے ہے یا باہر والوں کے لئے یا سب کے لئے۔ میرے کان میں اللہ کے رسول کی آواز پڑی اور میں نے اطاعت کی۔ پس یہی میرا مقصد ہے۔ (ماخوذ از سنن ابی داؤد کتاب الجمعة باب الامام یکلم الرجل فی خطبتہ حدیث 1091)

پس یہ معیار ہیں اطاعت کے جو ہمیں حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ ٔجمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رپورٹ: ڈاکٹر عطاء الرحمن، صدر احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا

احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا کا تھائی لینڈ میں 400 احمدی پناہ گزین خاندانوں کی عید الفطر پر امداد

پاکستان میں گذشتہ چند برسوں سے احمدیوں کے خلاف منظم طور پر ایسے مشکل حالات پیدا کئے گئے کہ ایک کثیر تعداد میں پاکستانی احمدی محض مذہبی آزادی کی خاطر پاکستان چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ اور ان میں سے بعض مشرق بعید کے ممالک میں UNHCR کے زیر اہتمام مذہبی بنیادوں پر پناہ گزین ہوئے۔ان غریب اور بے سہارا خاندانوں کو وہاں بھی نا صرف مذہبی انتہاء پسندوں کا سامنا رہتا ہے بلکہ معاشی طور پر بھی بے روزگاری کی وجہ سے ذہنی طور پر پریشانی سے دوچار رہتے ہیں۔

ان قابل رحم حالات میں ان کو خوشیوں میں شریک کرنا بھی اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ لہذا حسب معمول امسال بھی احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا نے ان بے سہارا خاندانوں کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کے لئے ان میں تحائف تقسیم کرنے کا انتظام کیا۔ نیز ان میں عید کی مناسبت سے مٹھائیاں اور کھانے پینے کی دیگر اشیاء تقسیم کی گئیں۔

تھائی لینڈ میں حکومتی ہدایات کے مطابق کورونا وائرس کی وجہ سے سخت سماجی پابندیوں کی وجہ سے کسی گھر میں بھی خاندان کے علاوہ کسی قسم کے اجتماع پر سخت پابندی ہے۔ اس لئے محترم امیر صاحب تھائی لینڈ کی زیر سرپرستی احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن کی طرف سے مہیا کردہ 15000 آسٹریلین ڈالرز سے مٹھائیاں، تحائف وغیرہ خرید کر امیر صاحب تھائی لینڈ نے بذات خود مختلف جماعتوں میں جا کر پناہ گزین احمدیوں کے خاندانوں میں امدادی اشیاء تقسیم کیں۔

رمضان المبارک سے تین ماہ قبل بھی احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا نے 18000 آسٹریلین ڈالرز کی خطیر رقم پناہ گزینوں کی امداد کے لئے ادا کی تھی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا کی ان کاوشوں میں بے انتہا برکت ڈالے۔آمین۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

تو درکنار، اس کے اندر جانے کی بھی اجازت نہ ہوگی اور برادری سے قطع تعلق ہوگا۔ ہم کو کافر، ضالّ اور مضلّ کا خطاب دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ (مأخوذ از روایات حضرت ضیاء الحق صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 56، 57)

تو شروع شروع میں بعض دفعہ جب لوگ بیعت کرنے آتے تھے، تو یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ مخالفت اس قدر بڑھی ہوئی ہے اور یہ مخالفت تو آج بھی ہے لیکن بہر حال اللہ تعالیٰ نے بعد میں وہاں بھی مسجدیں بنانے کی توفیق دی اور دنیا میں آج ہر جگہ مسجدیں بن رہی ہیں۔ جرمنی میں اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو چھ مسجدیں یا چار مساجد باقاعدہ اور دو کو مسجد میں بدلنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

پھر ایک بے تکلف مجلس کا ذکر ہے، حضرت نظام الدین صاحب معرفت نظام ایم کو شہر سیالکوٹ۔ یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ سے رخصت ہو کر گھر واپس جانے کے لئے حضرت اقدس کے حضور اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے تو حضورؑ رخصت دے کر اندرون کی کھڑکی سے اندر جانے لگے۔ تو میرے ہمراہ ایک صاحب ملتان کے رہنے والے بھی تھے، انہوں نے اجازت حاصل کر لینے کے بعد اپنی ملتانی زبان میں کہا، (ملتانی زبان پنجابی اپنا طرز ہے اُن کا) کہا کہ حضرت! ’’میں کُو کوئی وظیفہ ڈسّو‘‘ یعنی مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ تو حضور مسکرا پڑے اور فرمانے لگے کہ درود شریف کثرت سے پڑھا کرو یہی وظیفہ ہے۔ (ماخوذ از روایات حضرت نظام الدین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 103)

پس یہ آج بھی ہمارے لئے ان دنوں میں خاص طور پر یہی وظیفہ ہے اس کو بہت زیادہ پڑھنا چاہئے۔

پھر کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہار کے موسم میں دوستوں کو ساتھ لے کر باغ میں گئے اور خادموں سے کہا کہ توت کی ٹوکریاں بھر کے لاؤ۔ چنانچہ دو ٹوکریاں یا پراتیں توت اور شہتوت سامنے رکھ دیں۔خود بھی حضورؑ کچھ کھانے لگے۔ اس پارٹی میں بہت صحابی نہ تھے، غالباً پندرہ بیس ہوں گے۔ (مأخوذ از روایات حضرت نظام الدین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 103)

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ڈھاب کا کنارہ بھر کر اس جگہ ایک پلیٹ فارم سا بنوایا گیا تھا اور مٹی ڈلوائی گئی تھی، اور یہ وہ جگہ ہے جہاں آج کل (اُس زمانے کی جو بات کر رہے ہیں) مرزا مہتاب بیگ صاحب درزی کی دکان ہوتی تھی اور کچھ بُک ڈپو اور گلی والی زمین بھی شامل ہو گی۔ کہتے ہیں یہاں جلسہ سالانہ ہوا تو مولوی برہان الدین صاحب مرحوم مغفور دوستوں کو اپنے لوہے کے لوٹے سے جو اِن دنوں اپنے کندھے پر اُٹھایا کرتے تھے (سماوار ٹائپ چیز ہو گی کوئی) اُس میں پانی پلاتے رہے تھے۔ اب دیکھیں ان کا انداز بھی کیسا پیارا ہے۔ کہتے ہیں مولوی صاحب مرحوم پانی پلاتے پلاتے ناچنے لگ گئے اور دوستوں سے کہا کہ پوچھو مَیں کون ہوں اور کیوں ناچ رہا ہوں؟ دوستوں میں سے کسی نے کہا حضرت خود ہی فرمائیے۔ تو فرمانے لگے کہ میں مسیح دا چپڑاسی ہوں۔ میں اس خوشی میں آ کر ناچ رہا ہوں کہ مَیں مسیح کا چپڑاسی ہوں۔ (مأخوذ از روایات حضرت نظام الدین صاحبؓ رجسٹر روایات غیر مطبوعہ جلد 3 صفحہ 103، 104)

(خطبہ جمعہ 24/ جون 2011ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ یَوْمِ السُّوْءِ وَمِنْ لَیْلَةِ السُّوْءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ

(طبرانی جلد 17صفحہ:294)

ترجمہ: اے اللہ! بے شک میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بُرے دن اور بُری رات سے، بُری گھڑی اور بُرے دوست سے اور رہنے کی جگہ میں برے ہمسایہ سے بھی۔

یہ سید و مولیٰ پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی حفاظتِ الٰہی کی اور بُرے وقت سے بچنے کی جامع دعا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت ﷺ کی حفاظتِ الٰہی کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل یہ دعا بیان کرتے تھے۔

اے اللہ! ہر حال میں میری اسلام کے ساتھ حفاظت فرما۔ کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی، اور کسی حاسد دشمن کو میرے پر خوش نہ کرنا۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر وہ خیر مانگتا ہوں جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں، اور میں تجھ سے ہر اس شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔

(مستدرک حاکم جلد1صفحہ:525)

صحبتِ صالحین کی اہمیت کا اندازہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے (یعنی دوست کے اخلاق کا اس پر اثر ہوتا ہے) اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

مرسلہ: مریم رحمٰن

ترجمہ و تلخیص: مدثر ظفر

شوبل Shoebill

شوبل ایک عجیب الخلقت، عظیم الجثہ افریقی پرندہ ہے۔ اس کی رنگت سرمئی اور چونچ کافی چوڑی ہوتی ہے۔ اس کا سائنسی نام Balaeniceps rex ہے۔ شوبل افریقہ کے درج ذیل ممالک میں پایا جاتا ہے۔

سوڈان، یوگینڈا، کانگو، روانڈا، تنزانیہ، کینیا، وسطی جمہوری افریقہ، بوٹسوانا اور کیمرون۔

شوبل صاف پانی کی دلدلیں اور گھنے سبز علاقوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

جسمانی پیمائشیں

قد = 5 فٹ تک

لمبائی = 4.5 فٹ

وزن = 12 پاونڈ اوسط ہوتا ہے۔

عمر

ان کی اوسط عمر 35 سال تک ہوتی ہے اور پروں کا پھیلاؤ = 7.7 فٹ تک ہوتا ہے۔

خوراک

شوبل ایک گوشت خور پرندہ ہے اس کی خوراک میں مختلف اقسام کی مچھلیاں بالخصوص کیٹ فش، مونیٹر چھپکلی، مینڈک، روڈنٹ چوہے، ننھے کچھوے، مگرمچھ کے بچے، آبی پرندوں کے چوزے وغیرہ ہیں لیکن کچھ شوبل ہرن کے بچے کھاتے بھی پائے گئے۔

رہن سہن اور بریڈنگ

شوبل 3 سے 4 سال کی عمر میں بالغ اور بریڈنگ کے لائق ہوجاتا ہے۔ یہ

بہت تنہائی پسند پرندہ ہے۔ یہاں تک کہ بریڈنگ کے موسم میں بھی نر اور مادہ الگ الگ خوراک کے حصول کے لیے نکلتے ہیں۔ ان کا بریڈنگ سیزن اپریل تا اکتوبر ہوتا ہے۔ جنسی اعتبار سے یہ ایک ”یک زوجیہ“ پرندہ ہے۔ شوبل اپنا گھونسلا دلدلی گھاس سے بناتا ہے. مادہ شوبل ایک سیزن میں 1 سے 3 انڈے دیتی ہے جن سے 30 دن میں چوزے نکلتے ہیں۔ یہ پرندہ بالعموم رات کو شکار کے لیے نکلتا ہے۔ بعض ممالک میں اسے بطور پالتو پرندہ بھی پالا جاتا ہے۔ یہ بہت جلد انسان سے مانوس ہوجاتا ہے۔ اس کی آواز بالکل کسی برسٹڈ گن کی فائرنگ جیسی ہوتی ہے۔ اگر انسان اسے دیکھے بغیر اس کی آواز سنے تو یہی گمان ہوگا کہ آس

پاس فائرنگ ہو رہی ہے۔

بقائی کیفیت

جنگلات کی کٹائی اور ان کے قدرتی مساکن کی تباہی نیز خوراک کے ذرائع میں مسلسل کمی کے باعث ان کی آبادی میں واضح کمی دیکھنے میں آرہی ہے اور ان کی تعداد تیزی سے کم ہو رہی ہے۔ اس وقت دنیا میں محض 8000 شوبل ہی بچے ہیں۔

طلوع وغروب آفتاب

08جون2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:10	19:02
مدینہ منورہ	04:02	19:09
قادیان	03:44	19:33
ربوہ	03:24	19:12
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:19	21:16